ایک مکتوب گرامی

مولانا زید ابوالحسن فاروقی صاحب

سعید احمد اکبر آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم گرامی مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی . السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

میں نے مجلّہ برہان کے شمارہ نمبر ۵ جلد نمبر ۸۵ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ مطابق نومبر ۱۹۸۰ء میں آپ کا تبصرہ پڑھا، آپ نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی حفظہ اللہ و بقاہ کی کتاب "تاریخ دعوت و عزیمت حصہ چہارم" پر دقیق نظر سے اچھا تبصرہ کیا ہے۔ البتہ آخر میں آپ نے اظہار تعجب کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

دوسری طرف جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے حضرت مجدد اس درجہ نرم اور متساہل ہیں کہ سجدۂ تعظیمی کو رخصت قرار دیتے ہیں (ص ۱۶۳ و ۳۲۲)

حضرت مجدد کے ارشاد گرامی کو جناب شیخ بدرالدین سرہندی نے کتاب "حضرات القدس" کے "الحضرۃ السابعۃ فی دفع الشکوک" کے اواخر میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔

"دریں اثناء مردے دوراز خداشناسی بہ سلطان گفت کہ دیدید تکبر ایں شیخ را کہ بر شما ظل اللہ و خلیفۂ او تعالیٰ اید سجدہ نکرد بلکہ تواضع برسمے کہ بایک دیگر می کنند بجا نیاورد۔ سلطان ازیں سخن بشورید و حکم بہ قید گوالیار نمود۔ وقبل ازیں شاہزادۂ دیں پناہ شاہجہاں کہ با ایشاں اخلاص تمام داشت، علامی فہامی افضل خاں و خواجہ عبدالرحمٰن مفتی را با کتب فقہ پیش ایشاں فرستادہ بود کہ سجدۂ تحیت برائے سلاطین آمدہ

است، اگر شما سجدہ کنید ہیچ گزندے از بادشاہ بشما نہ خواہد رسید من ضامن و متعہدی شوم" ایشاں فرمودند کہ ایں رخصت است، عزیمت آں است کہ غیر حق را سجدہ نکند"

آپ حضرت مجدد کے اس ارشاد گرامی کو دقیق نظر سے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت کا یہ ارشاد مطلق نہیں ہے کہ بلکہ اس کا تعلق ان احوال سے ہے جو حضرت کو پیش آئے تھے اور شاہزادۂ دیں پناہ کو جس کا کھٹکا تھا کہ مخالفین حضرت کو سجدۂ تحیت نہ کرنے کی وجہ سے قتل کرادیں گے۔ چونکہ جان بچانے کے لیے اس شخص کو جس کا قلب مطمئن ہو، غیر اللہ کو سجدہ کر لینا یا زبان سے کلمات کفر کہہ دینا جائز ہے۔ بنا بریں شاہزادے نے علماء گرامی قدر کو کتابیں دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا، شاہزادے کو جو کھٹکا تھا وہ بے اساس نہ تھا، شیخ بدر الدین کی اس تحریر سے،

"دریں اثنا مردے دور از خداشناسی بہ سلطانی گفت"

واقعے کی سنگینی کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت مجدد نے جان کی بازی لگائی اور رخصت کو اختیار نہ کیا بلکہ "فَقَدْ صَدَعَ بِالْحَقِّ فَهَنِيئًا لَهُ" کے مصداق بنے۔

یہ عربی کا مبارک جملہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور واقعہ اس طرح پر ہے کہ مسیلمہ کذاب نے دو افراد کو از صحابۂ کرام گرفتار کر لیا اور ان سے اپنی نبوت کا اقرار کرانا چاہا۔ ایک نے اقرار نہیں کیا اور اس نے شہادت کو ترجیح دی اور وہ قتل ہوا دوسرے نے جان بچانے کے لیے کہہ دیا اور وہ بچ گیا۔ اس واقعہ کی خبر جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:

اما الاول فقد اخذ برخصة الله تعالیٰ واما الثانی فقد صدع بالحق فهنيئا له۔

پہلا شخص جان بچانے والے نے) اللہ کی رخصت پر عمل کیا، اور دوسرا حق پر جما رہا اور مبارک ہو اس کو یہ عمل۔

علمار اعلام نے حق پر قائم رہنے والے کے عمل کو عزیمت سے یاد کیا ہے۔ غالبًا "اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ" سے ان حضرات نے اس کا اخذ کیا ہوگا، کہ "یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے" اور ہو سکتا ہے کہ رخصت کی مناسبت سے اس کا استعمال کیا گیا ہو۔

سورۂ نحل کی آیت ۱۰۶ "مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖٓ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ" کے بیان میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں تحریر فرمایا ہے:-

فقد اجمع العلماء علی انه من اکرہ علی الکفر اکراھا ملجیا یجوز له ان یتلفظ بما اکرہ علیه مطمئنا قلبه بالایمان بھذہ الاٰیة۔ الخ ج ۵ ص ۳۷۷

علامہ سید آلوسی نے تفسیر روح المعانی کی ج ۴ ص ۲۴۴ میں لکھا ہے:

الآیة دلیل علی جواز التکلم بکلمة الکفر عند الاکراہ وان کان الافضل ان یتجنب عن ذلک اعزازا للدین:

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی نے الجامع لاحکام القرآن کی ج ۱۰ ص ۱۸۸ میں لکھا ہے:

اجمع العلماء علی من اکرہ علی الکفر فاختار القتل انه اعظم اجراً عند اللہ ممن اختار الرخصة۔

حضرت مجدد کے زمانے میں شیخ نظام تھانیسری مشہور مشائخ میں سے تھے، ان کے بعض خلفار کو ان کے مرید سجدۂ تعظیم کیا کرتے تھے۔ جب یہ خبر حضرت مجدد کو پہنچی تو آپ نے شیخ نظام کو مکتوب ارسال کیا جو کہ دفتر اول کا مکتوب ۲۹ ہے، آپ نے اس فعل کی قباحت بیان کی ہے اور آخر میں تحریر فرمایا ہے:

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

یہ امر مسلم ہے کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ ایک بشر تھے اور سہو و خطاء سے بشر خالی نہیں، ہو سکتا ہے کہ آپ کی کسی بات پر اعتراض کیا جائے۔ مع ہذا آپ نے جس امر کا ذکر کیا ہے، میری نظر میں حضرت مجدد نے اس امر میں اولوالعزم افراد کا کردار ادا کیا ہے۔ جان کی بازی لگا دی اور سجدۂ تحیت بادشاہ کو نہ کیا۔ ان ذلک من عزم الامور۔

حضرت مجدد نے اُس سجدۂ تحیت کو رخصت کہا ہے جو جان بچانے کے لیے کیا جائے۔ ھذا ما اردت ان اقوله لفضیلتکم، وفقنا اللہ سبحانہٗ لما فیہ صلاح دیننا ودنیانا واٰخرتنا، والسلام

سہ شنبہ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ زید ابوالحسن فاروقی

۲۰ جنوری ۱۹۸۱ء درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر، شاہ ابوالخیر مارگ۔ دہلی ۶

خلفائے راشدین

اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات

اس کتاب میں خلفائے برحق اور اہل بیت کرام کے مخلصانہ تعلقات کی ایک جھلک خاص انداز میں دکھائی گئی ہے اور اس سلسلہ کے بکھرے ہوئے جواہر پاروں کو اس خوبی سے یکجا کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کا مبارک دور نگاہوں میں گھوم جاتا ہے اور ایسے حقائق سامنے آتے ہیں جو حقیقی زندگی کے لیے مشعل راہ کا کام دے سکتے ہیں۔ علامہ زمخشری کی کتاب "الموافقۃ بین اھل البیت والصحابۃ" کا صاف و سلیس ترجمہ: مترجم مولانا احتشام الدین کاندھلوی۔ صفحات ۱۴۸۔ قیمت مجلد ۶/

مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد دہلی ۶